مدرسۃ العلوم الاسلامیۃ کے مہتمم ڈاکٹر طارق ایوبی ندوی نے کیا ہے۔ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔ فاضل مترجم نے ترجمہ کے ساتھ مفید تعلیقات اور حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے۔ خاص طور سے ہندوستان کے اصحابِ فضل وکمال کے ذیل میں ان کا مختصر تعارف پیش کرکے کتاب کی قدر وقیمت میں اضافہ کیا ہے۔اس کے لیے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

مجموعی طور پر کتاب لائق مطالعہ ہے، خصوصاً طلبۂ علوم وفنون کے لیے اس کا مطالعہ مفید تر ہے۔ (محمد جرجیس کریمی)

اردو ادب کا تہذیبی تناظر ڈاکٹر سید عبدالباری

ناشر: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۱۳ء، ص ۳۲۴، قیمت -/۲۷۰ روپے

ڈاکٹر سید عبدالباری ادارۂ ادب اسلامی ہند کے سابق صدر، اس کے ترجمان ’پیش رفت‘ کے مدیر، سابق صدر شعبۂ اردو، اودھ یونی ورسٹی، فیض آباد اور متعدد ادبی اور اسلامی کتابوں کے مصنف ہیں۔ پیش رفت میں شائع ہونے والے ان کے فکرانگیز اداریے قاری کو معرفت وبصیرت کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب اصلاً وہ مقالہ ہے جو مصنف نے اپنے دورِ طالب علمی (۱۹۵۵ء) میں دہلی یونی ورسٹی کے زیر اہتمام منعقدہ کل ہند بین جامعاتی تحریری مقابلے کے لیے لکھا تھا اور جس پر انھیں اوّل انعام کا مستحق قرار دیا گیا تھا، بعد میں یہ کتاب ’ہندوستانی تہذیب اور اردو‘ کے نام سے جامعہ اردو علی گڑھ کے اشاعتی ادارے سے شائع ہوئی اور برسوں وہاں کے ادیب کامل کے نصاب میں شامل رہی۔ اب نصف صدی کے بعد اسی مقالے یا کتاب کو نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں اردو ادب کا تہذیبی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے عنوانات درج ذیل ہیں:

تہذیب کیا ہے؟ تہذیبی ارتقا میں زبان کا تعاون، ہندوستانی تہذیب کی رنگارنگی، ہندوستان کا تہذیبی ارتقا اور اردو، صوفیاے کرام کے اثرات تہذیب وادب پر، دکنی مسلمان

حکم رانوں کے اثرات، شمالی ہند میں اردو کا عروج، اردو ادب میں جمہوریت و آزادی کا شعور، اردو لکھنؤ کی محفل طرب میں، اردو شاعری میں عوامی زندگی کی ترجمانی، اردو پہلی جنگ آزادی میں، اردو ادب میں ذہنی بیداری، وطن پرستی کا دور، اردو ادب میں فکری و تحریکی بالیدگی، اردو ادب میں نظریاتی مکاتب اور ہندوستان کی تہذیبی ترقی میں اردو کو کیا حصہ لینا چاہیے؟ وغیرہ۔

اردو ادب کا تہذیبی جائزہ لیتے ہوئے مصنف نے ایک جگہ مرثیہ نگاری کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بات صحیح لکھی ہے کہ:

> ”...مرثیے نے چند آئیڈیل دنیا کے سامنے رکھے اور چند معروف تہذیبی اور اخلاقی قدروں کو تاب ناک بنایا۔ شجاعت، عالی ہمتی، انصاف، عصمت و عفت، محبت، اخلاص اور حق کے لیے جان تک کی قربانی وغیرہ ایسی معروف اعلیٰ تہذیبی و اخلاقی قدریں ہیں، جو دنیا کے ہر گوشے میں اور ہر دور میں بنی نوع انسان کا سرمایہ رہی ہیں اور آج بھی ہیں۔ انہی معروف اخلاقی قدروں کا ایک عدیم المثال نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر کے مرثیے نے انسانیت کی گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ مرثیے نے ہمہ گیر، لازوال، عالم گیر تہذیبی قدروں کو غیر فانی ثابت کیا...“ (ص:۶۲)

اس کتاب میں اردو ادب کے آغاز سے لے کر عہد حاضر تک تخلیق کیے جانے والے شعری و نثری سرمایے کا تہذیبی تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے تہذیبی امتیازات نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مطالعہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس میں روایتی سیکولر طرزِ فکر کے برعکس موضوع کو ایک نئے اور متوازن تعمیری طرز فکر کے تحت دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور معروضی انداز اختیار کرتے ہوئے تعصب سے گریز کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا ایک نقص یہ ہے کہ اس کی ترتیب کتاب کے بجائے مقالے کی ہے، چناں چہ یہ ابواب کے بجائے محض ذیلی عناوین پر مشتمل ہے، لیکن اس کے باوجود مطالعے میں زمانی تسلسل اور تدریجی ارتقا موجود ہے۔ اس سے مصنف کی موضوع سے تفصیلی واقفیت سامنے آتی ہے اور اس کے ذریعہ زیرِ بحث موضوع کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ شعرا و نثر نگاروں اور ادبی ادوار پر تبصرے میں اختصار و جامعیت کے ساتھ توازن کی خصوصیت موجود ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب کی مذکورہ خوبیوں کے پہلو بہ پہلو اس میں کئی خامیاں اور کمیاں بھی ہیں،

جو اس کے معیار کو متاثر کرتی ہیں۔ ان میں سب سے اہم خامی حوالوں کی عدم موجودگی ہے۔ مقالہ نگار نے اسے غالبًا جس طرح بلا حوالے کے تحریر کیا تھا، نظرِ ثانی کے بعد بھی اسی طرح شائع کر دیا ہے اور اردو کے بعض ثقہ تنقید نگاروں کی طرح اقتباس پیش کر کے محض مصنف یا کتاب کا تذکرہ ہی کافی سمجھا ہے، صفحہ نمبر اور دیگر حوالوں کی ضرورت کہیں بھی محسوس نہیں کی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں متعدد اشعار بھی غلط تحریر کیے گئے ہیں، صرف ایک مثال کافی معلوم ہوتی ہے:

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے   یہ نگر سو سو دفعہ لوٹا گیا (میرؔ)

دوسرا مصرعہ اصلاً یوں ہے: 'یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا'

بعض جگہوں پر ناموں میں بھی غلطیاں ہیں۔ صفحہ ۳۶ پر امین الدین اعلیٰ کو امین الدین علی اور صفحہ ۳۷ پر بابا فرید گنج شکر کو بابا شکر گنج تحریر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ کربل کتھا کا مصنف عبداللہ فضلی کو لکھا گیا ہے (ص: ۳۷) جب کہ اس کے مصنف کا نام فضل علی فضلی ہے۔ کتابت کی غلطیاں بھی بہ کثرت ہیں۔

بہ حیثیت مجموعی یہ کتاب اپنے موضوع پر اہمیت کی حامل اور قابلِ مطالعہ ہے۔

(محمد شہاب الدین)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

اس کتاب میں ابوالانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ اور دعوتی و تبلیغی جدّ وجہد کا ایک کا جامع مرقع پیش کیا گیا ہے اور ملّتِ ابراہیمی کے بنیادی عناصر، ملّتِ ابراہیمی کے حاملین، ملّتِ ابراہیمی سے انحراف، ملّتِ ابراہیمی اور اسلام، نصاریٰ اور ملّتِ ابراہیمی جیسے اہم موضوعات پر محقّقانہ اور داعیانہ بحث کی گئی ہے۔ ایک ایسی جامع اور تحقیقی کتاب جو ملّتِ ابراہیمی سے متعارف کرانے کے ساتھ اسوۂ ابراہیمی سے بھی روشناس کراتی ہے۔ صفحات: ۲۹۶   قیمت =/۷۰ روپئے

ملنے کے پتے : ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۲
مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵